پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کی تشہیری مہم میں
فنِ ابلاغیات کا کردار

ڈاکٹر محمد ریاض[1]
dr.riazrazee@gmail.com

کلیدی کلمات: دور جاہلیت، ابلاغی اصناف، عرب شعراء، نبوت کی بشارتیں

خلاصہ

پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کے تین نمایاں حصے ہیں: پہلا حصہ وہ ہے جس میں آپ ﷺ کو اعلانِ رسالت کا حکم نہیں تھا۔ بلکہ خاموش تبلیغ وترسیل کی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے۔ دوسرے حصے کا تعلق بعثتِ اسلام سے ہے جس میں آپ ﷺ نے باقاعدہ پیغمبری اور تبلیغی ذمہ داریوں کا آغاز کیا۔ تیسرے حصے کا تعلق ہجرتِ مدینہ سے ہے۔اس حصے میں تعلیماتِ اسلام کی تبلیغیات وترسیلات ہوئیں، ریاستِ اسلامی کا وجود عمل میں آیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شناخت عالمی رہبر کے طور پر ہوئی۔ زیر بحث گفتگو میں ہم اولین حصہ یعنی قبل از بعثت پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کے ایک پہلو پر بات کریں گے۔ ہم یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کی تشہیر میں فنِ ابلاغیات کا بہت بڑا کردار تھا اور یہ کردار آپ ﷺ کی پیدائش سے سینکڑوں سال قبل ہی واضح محسوس کیا گیا تھا۔

بعثت سے قبل عرب میں رائج ابلاغی اصناف

شعر گوئی،خطابت،کہانت،یہودی علماء اور عیسائی راہبوں کی خبریں،افسانہ گوئی،تصویر نگاری، گذشتہ آسمانی کتابیں،یہ تمام اصناف قبل از بعثت ابلاغیات کے طور پر معروف تھیں۔خاص طور پر گذشتہ آسمانی کتابوں کی تعلیمات قابلِ وثوق ہونے کے ساتھ ساتھ گذشتہ اور آئندہ واقعات سے متعلق خبریں بھی فراہم کرتی تھیں۔تعلیم سے نابلد ہونے کے باوجود عرب ان اصناف سے استفادہ کرتے تھے اور فخر ومباہات کے اظہار کے لئے ان مناہج کی تدوین وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے۔قبل از بعثت عرب معاشرہ اگرچہ مثالی نہیں تھا تاہم کچھ انفرادی خصوصیات ان میں ایسی تھیں جو انہیں دیگر اقوام سے ممتاز کردیتی تھیں۔مثلاً مہمان نوازی، فصاحت و بلاغت، بہادری، کہانت، شعر و شاعری اور ستارہ شناسی وغیرہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ابوالحسن ندوی کہتے ہیں:

”دورِ جاہلیت میں عرب اپنی فطری صلاحیتوں اور بعض عادات و اخلاق میں تمام دنیا میں ممتاز تھے، من جملہ ان میں سے فصاحت و بلاغت اور قادرالکلامی میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔“(

1۔ پی ایچ ڈی،اسلامیات، جامعہ کراچی

(1
جبکہ عرب کی ایک اور انفرادی پہچان یہ بھی تھی کہ وہ پڑھے لکھے نہ تھے۔"پورے قریش میں صرف سترہ افراد ہی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔"(2) لکھنے پڑھنے کا عام رجحان نہ ہونے کے باوجود قریش اپنے زورِ خطابت ، شعرو شاعری اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بالکل منفرد پہچان رکھتے تھے۔اِبلاغ اور پیغام رسانی کیلئے انہوں نے خطابت، کہانت اور شعرو شاعری کا سہارا لے رکھا تھا۔ پیغمبراسلامﷺ کی بعثت سے قبل عرب میں یہی صورتیں ابلاغی مناہج کے طورپر استعمال ہوتی تھیں۔خاص طورپر شعراء اور خطیب ابلاغی عمل کے سرخیل تھے۔

یہ حضرات نہ صرف ماضی کے واقعات اپنے کلام میں کھینچ لاتے تھے ،بلکہ ان واقعات کو مستقبل کی طرف منتقل کرنے کا سبب بھی بنتے تھے۔تعلیم و تعلّم سے نابلد معاشرے میں راوی، مورّخ ، وقائع نگار اور ہر طرح کے القابات انہی شعراء، خطیب، کاہن ، علماء (یہود و نصاری) وغیرہ کیلئے زیادہ موزوں سمجھے جاتے تھے۔قوم کی کثرت کو بطور تفخر بیان کرنا ایک شاعراور خطیب کیلئے لازمی جزو سمجھاجاتا تھا۔البتہ فنِ شاعری کی اہمیت ہر ایک فن سے بڑھ کر تھی اورایک شاعرکئی طرح کی خصوصیات سے متصف ہونے کی بناء پر کاہن اورخطیب سے کئی درجہ بلند مرتبہ کا ہوتا تھا۔جاحظ (متوفی۲۲۵ھ) کہتے ہیں:

"وکان الشاعر ارفع قدرا من الخطیب وھم الیہ احوج لردہ مآثرھم علیھم وتذکیرھم بایامھم"(3)

یعنی: زمانہ جاہلیت میں شاعر خطیب کی بہ نسبت زیادہ بلند مرتبے کا حامل ہوتا تھا، کیونکہ شاعر عربوں کی ضرورت تھے تاکہ وہ ان کی بزرگی کو بیان کریں اور ان کے شاندار ماضی کو یاد کرکے اس پر فخر کریں۔

فی البدیہہ اشعار کہنااور سنانا عرب شعراء کی خصوصی صلاحیت تھی۔ایک شاعر ہزار، ہزار بیت پر مشتمل پورا مجموعہ ترتیب دے سکتا تھا۔ ان کی شاعری زیادہ تر نسلی تفاخر،جنگی مناظر، عورتوں کی تعریف اور گھوڑوں کی توصیف پر مشتمل ہوتی تھی۔البتہ کبھی کبھی ان کے اشعار ناصحانہ کلمات کی صورت میں بھی ہوتے تھے۔اگرچہ ان کا یہ فنِ کمال اصلاحی اُمور کے زمرے میں نہیں آتا تھا تاہم ماضی کے واقعات کو محفوظ کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ضرور سمجھاجاتا تھا۔ایک طرح سے شعراء ان کی ضرورت بھی تھے اورکارنامے بیان کرنے والے مبلغ بھی۔بقول ایرانی مورخ مہدی پیشوائی: "عہد جاہلیت کے شعراء ہمارے زمانے کے صحافیوں کا رُتبہ رکھتے تھے۔"(4)

عربوں کے نزدیک ایک شاعر کی ذات عمومیت کا درجہ رکھتی تھی۔وہ تاریخ بھی بیان کرتا تھا،ان میں حسب و نسب کی اچھی پرکھ بھی تھی،اخلاقیات کا درس بھی دیتا تھا، اس میں کہانت کی صفت بھی تھی جبکہ دو فریقین کے درمیان ہونے والی جنگ کا اعلان بھی ایک شاعر ہی کرتا تھا: "عربوں کے ہاں شاعر ایک مورخ، ماہرینِ انساب، ہجو گو، اخلاقیات کے مبلغ، اخبار(صحافی)، کاہن اور جنگ کا منادی سمجھاجاتا تھا۔"(5)شعرگوئی یا ادبی میلے جو عربوں کے ہاں مشہور تھے، وہ عکاظ، ذی المجاز اور مجنہ کے میلے تھے۔ان میلوں میں شعراء اپنے عمدہ اشعار اور قصیدوں کو پیش کیا کرتے تھے اور اس میں سے جس کے اشعار منتخب ہوتے تھے وہ اور اس کے قبیلہ والے اسے اپنے لئے باعث فخر و عزت سمجھتے تھے اوراس کے اشعار کو اہمیت اور اعزاز کے طور پرخانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکادیاجاتا تھا۔" معلقات سبعہ" سات بہترین فصیح و بلیغ اور عمدہ قصیدے سات عظیم شعراء کے تھے جس کی مثال اور نظیر اس زمانہ میں نہیں ملتی تھی لہٰذا انہیں دیوار کعبہ پر لٹکادیاگیا تھا۔(6)

اُسی ماحول میں پیغمبراسلامﷺ کی آمد و بعثت ہوئی اور یہ یقینی بات تھی کہ آپﷺ کی آمد و بعثت سے متعلق عربوں نے سن رکھا تھا۔ تاریخ کے اوراق میں کئی ایسی شخصیات کاتذکرہ ملتا ہے جنہوں نے آپﷺ کی آمد و بعثت اور صفات کو واضح انداز میں بیان کیا ہے۔اولین

شخص جس نے اپنے اشعار کے ذریعے بعثتِ پیغمبر اسلام ﷺ کی تشہیری مہم چلائی وہ یمن کے بادشاہ "تبع اول" تھے۔ان کا انتقال آپ ﷺ کی بعثت سے ایک ہزار سال قبل ہوا تھا۔انہوں نے چار سو افراد مکہ مکرمہ میں رکھے ہوئے تھے تاکہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے ظہور کا انتظار کریں اور آپ ﷺ کی نصرت کریں۔تبع سے منسوب چند اشعار یہ ہیں:

قالوا بمکة بیت مال داثر　　　　وکنوزہ من لؤلؤ و زبرجد

بادرت أمرا حال ربی دونه　　　　واللہ یدفع عن خراب المسجد

فترکت فیه من رجالی عصبة　　　　نجبا ذوی حسب و رب محمد (7)

مدینہ کے دو مشہور قبیلے اوس وخزرج بنیادی طورپر یمن کے تھے۔مدینہ کو مسکن کے طور پر منتخب کرنے کی وجہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں وہ بشارتیں تھیں جو انہوں نے مختلف حوالوں سے سن رکھی تھیں۔"تبع اول"ہی وہ شخص تھے جو ان دونوں قبیلوں کو یثرب لائے تھے۔اسی بادشاہ نے اوس و خزرج کو وصیت کرتے ہوئے کہا تھا:

" انتظار کرو عنقریب ایک پیغمبر (ﷺ) ظاہر ہوگا جس کے اوصاف میں نے سنے ہیں۔وہ مکہ میں مبعوث ہوگا اور مدینہ میں ہجرت کرکے آئے گا۔اگر میں اس کے زمانہ تک زندہ رہا تو اس پر ایمان لاؤں گا اور اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑوں گا۔"(8)

پیغمبر اسلام ﷺ کے آباؤاجداد میں سے کئی ایک بزرگوں نے آپ ﷺ کی آمد کی خبر دی ہے۔منجملہ ان میں سے ایک کعب بن مرہ ہیں۔ان کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا فاصلہ بتایا گیا ہے۔کعب وہ پہلا شخص ہے جس نے یوم عروبہ کا نام یوم جمعہ رکھا۔اسی کعب کے اشعار ہیں جس میں پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد کی واضح خبر دی گئی ہے:

"علی غفلةٍ یأتی النبی محمد، فیخبر اخبارا صدوق خبیرا، یالیتی شاهد فجواء دعوته، حین العشیرة تبغی الحق خذلانا" (9)

یعنی: جہالت اور بے خبری کے دور میں محمد ﷺ تشریف لائیں گے اور اس طرح خبریں بتلائیں گے جس طرح ایک جاننے والا بتلایا کرتا ہے۔کاش میں ان کی دعاؤں کا اثر اس وقت دیکھنے والوں میں ہوتا جبکہ قبیلہ سچائی کو رسوا کرنے کی کوشش میں ہوتا۔

اسی طرح کنانہ ابن خزیمہ کے یہ الفاظ تاریخ میں ثبت ہیں:"وقت آگیا ہے کہ مکہ سے ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام احمد (ﷺ) ہوگا وہ لوگوں کو اللہ کی طرف، بھلائی، احسان اور شریفانہ اخلاق کی طرف بلائیں گے۔"(10) اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت سے تین سو سال پہلے آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر دی اور اپنے اہل و عیال کو وصیت کی کہ آنحضرت ﷺ کی متابعت کریں۔ان کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

اذا بعث المبعوث من آل غالب　　　　بمکة فیما بین زمزم و الحجر

هنالك فأشروا نصره ببلادکم　　　　بنی غامر ان السعادة فی النصر (11)

یعنی: "وہ وقت دھیان میں رکھئے جب آلِ غالب میں ایک نبی (بھیجے جانے والے) کی بعثت ہوگی عین مکہ مکرمہ کے مقام پر، بیئر زمزم اور حجرِ اسود کے جوار و حوالی میں، وہ وقت بہت اہم ہوگا تو تم لوگ کرنا یہ کہ اپنے شہروں میں اس کی مدد و نصرت کے اسباب خرید لانا، اے بنی غامر! یاد رکھنا کہ سعادت مندی فقط مدد و نصرت پر ہی منحصر ہوگی۔"

عف کلان حمیری نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو ایک خوش خبری دوں جو تمہاری تجارت سے بہتر ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے گزشتہ ماہ ایک پیغمبر (ﷺ) کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر ایک کتاب نازل کی گئی ہے، وہ بتوں کی پرستش سے منع کرتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ انہی عف کلان حمیری کے یہ اشعار بیان ہوئے ہیں:

أشهد بالله رب موسیٰ انك أرسلت بالبطاح

فكن شفيعي الی مليك تدعوالبرايا الی الفلاح (12)

''میں گواہی دیتا ہوں اس خدا کی جو موسیٰؑ کا پروردگار ہے۔ بہ تحقیق آپ (ﷺ) بطحا میں مبعوث ہوئے ہیں۔ تو تم اُس کی بارگاہ میں میری شفاعت کیجئے گا، آپ ﷺ نیکی کی دعوت دینے والے ہوں گے۔''

پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کی بشارت اور آپ ﷺ کی فضیلت کو شعری اِبلاغ میں بیان کرنے کا شرف سب سے زیادہ حضرت ابوطالبؑ کو ملا۔ آپ ﷺ کی اوائلِ زندگی سے لے کر نبوت کے دسویں سال تک حضرت ابوطالبؑ نے تین ہزار کے قریب اشعار ایسے کہے جن کا براہِ راست تعلق پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات سے تھا۔ عام طور پر حضرت ابوطالبؑ نے اپنے اشعار میں آپ ﷺ کی پیغمبرانہ شان، بزرگی، عظمت، آپ ﷺ کے حق میں اپنی استقامت کا حال اور قریش کی طرف سے روا رکھے گئے ناروا سلوک پر آپ ﷺ کی مسلسل حمایت کو نمایاں طور پر بیان کیا ہے۔

آپ کے تمام اشعار ''دیوانِ ابوطالب'' کے نام سے معروف ہیں۔ بعض ایسے واقعات جن کا براہِ راست تعلق حضرت ابوطالب سے تو نہ تھا البتہ آپ ان واقعات کے چشم دید گواہ اور راوی (صحافی) ہیں، ان واقعات کی تبلیغ بھی آپ نے اشعار کی صورت میں کی ہے۔ الغرض بعثتِ اسلام سے قبل اور اس کے شروعاتی دور میں حضرت ابوطالبؑ ایک ابلاغی شخصیت کے طور پر نمایاں رہے۔ مسعودی (متوفی ۳۴۶ء) کہتے ہیں:

''سفر شام کے واقعات و مشاہدات (نبوت کی علامات) خاص طور پر بحیرہ راہب کا کتب سماوی کے حوالے سے پیغمبر اسلام کو نبوت کی خوشخبری سنانا اور وہ علاماتِ نبوت جو بعثت سے قبل آپ سے ظہور ہوئیں ان کے راوی (صحافی) حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجہؑ ہیں۔'' (13)

ذیل میں ہم حضرت ابوطالب کے چند اشعار بیان کرتے ہیں۔ ان اشعار میں آپ نے ایک طرف حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا حوالہ نیک خصلت شخصیات کے طور پر بیان کیا ہے، وہی دوسری طرف پیغمبر اسلام ﷺ کو ان دونوں برگزیدہ شخصیات کا وارث قرار دیا ہے۔

ليعلم خيار الناس أن محمدا وزيرلموسی والمسيح ابن مريم

أتانا بهدی مثل ما أتيا به فكل بأمرالله يهدی ويعصم

وانكم تتلونه فی كتابكم بصدق حديث لاحديث المبرجم (14)

''نیک اور برگزیدہ لوگ جانتے ہیں کہ محمد موسیٰ اور مسیح ابن مریم کے وارث اور جانشین ہیں۔ ہمارے لئے وہی ہدایت بطور تحفہ لائے ہیں جو وہ دونوں لائے تھے۔ کیونکہ وہ سب خدا کے حکم سے راستہ دکھاتے ہیں اور بندوں کا اس سے رشتہ جوڑتے ہیں۔ ہاں تم (مسیحی) اپنی کتابوں میں ان (پیغمبر اسلام ﷺ) کے اوصاف پڑھتے ہو، وہ کوئی جھوٹی کہانی نہیں، ایک سچی خبر ہے۔''

قریش کی طرف سے مسلسل دھمکیوں اور تنبیہ کوخاطر میں نہ لاتے ہوئے حضرت ابوطالب یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ پیغمبراسلامﷺ کو کوئی گزند نہیں پہنچاسکتے۔ بعدازاں پیغمبراسلامﷺ کو شہ دیتے ہیں کہ آپﷺ بلا خوف و خطر اپنی دعوت عام کریں ، اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابوطالب اُمید کا یہ پہلو بھی بیان کرتے ہیں کہ آپﷺ دعوت کے ساتھ لوگوں کو خوشخبری بھی دیجئے کیونکہ آپﷺ کا دین بہترین ادیان میں سے ہے جن کو لوگ قبول کرتے ہیں۔

واللہ لن یصلوا الیك بجمعهم	حتی أوسد فی التراب دفینا
فاصدع بأمرك ما علیك غضاضة	وأبشر وقر بذاك منك عیونا
ودعوتنی وذکرت أنك ناصحی	ولقد نصحت وکنت قبل أمینا
ولقد علمت بأن دین محمد	من خیر أدیان البریة دینا (15)

”خدا کی قسم! اپنی کثیر تعداد اور قوت کے باوجود وہ آپ پر ہرگز قابو نہ پاسکیں گے۔ وہ صرف اس وقت آپ پر قابو پاسکتے ہیں کہ میں جان قربان کرکے دفن ہوجاؤں۔ بس اپنی دعوت کو ظاہر کیجئے کیونکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو عیب یا شرم کا باعث ہو۔ ہاں آپ اپنی دعوت کے ساتھ لوگوں کو خوشخبری دیجئے اور ان کی آنکھوں کو روشن کیجئے۔ آپ نے مجھے دعوت دی اور میں سمجھ گیا کہ آپ میرے ناصح ہیں، ہاں تو آپ نے مجھے حق کی طرف بلایا اور اس دعوت میں آپ امین تھے۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ محمد کا دین ان بہترین ادیان میں سے ہے جو لوگوں نے قبول کئے ہیں۔“

ورقہ بن نوفل (حضرت خدیجہ کے چچازاد) جو دینِ نصرانیت اختیار کرچکے تھے اور وہ آسمانی کتابوں کے عالم تھے۔ ان کے اشعار بھی تاریخ میں مشہور ہیں۔

بان محمداً سیسود فینا	ویخصم من یکون له حجیجا
ویظهر فی البلاد ضیاء نور	یقیم به البریة ان تموجا (16)

”وہ خبر یہ ہے کہ محمدﷺ عنقریب ہم میں سردار ہوں گے اور جو ان سے مقابلہ کرے گا اس کو مغلوب کریں گے۔ اور تمام شہروں میں نور کی روشنی ظاہر ہوگی اور خلقت اس نور کے ساتھ حق اور راستی کرے گی۔“

شام کے دوسرے سفر میں حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ پیغمبراسلامﷺ کے ہمراہ تھے۔ سفر کے دوران جو جو واقعات آپﷺ کی ذات سے مشاہدہ ہوئے یہی میسرہ ان کے راوی (صحافی) ہیں۔ مکہ واپسی پر میسرہ نے وہ تمام حالات و واقعات جو انہوں نے سفر کے دوران ملاحظہ کئے تھے، حضرت خدیجہ کے سامنے بیان کردیئے۔ حضرت خدیجہ آنحضرتﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد آپﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ان واقعات کے تناظر میں ورقہ بن نوفل نے مندرجہ بالا اشعار کے علاوہ یہ بھی کہا تھا:

”خدیجہ! اگر یہ باتیں سچ ہیں تو سمجھ لو کہ محمدﷺ اس اُمت کے نبی ہیں۔ میں یہ بات سمجھ چکا ہوں کہ وہ اس اُمت کے ہونے والے نبی ہیں۔ جن کا دنیا کو انتظار ہے اور یہی ان کا زمانہ ہے۔“ (17)

اسعدابوکرب الحمیری نامی شخص نے آپﷺ کی ولادت سے سات سو سال قبل آپﷺ کی بعثت کی خبر دی تھی۔ ان کے مندرجہ ذیل اشعار تاریخ میں ملتے ہیں:

شهدت علی احمد انه	رسول من الله باری النسم

فلو مد عمری الی عمرہ — لکنت وزیراً له و ابن عم

وألزم طاعته کل من — علی الأرض من عرب أو عجم (18)

میں شہادت دیتاہوں کہ احمدﷺ اللہ کے رسول ہیں ،کاش میری عمر اتنی ہوتی کہ میں آپﷺ اور آپ کے ابن عم ِکا وزیر ہوسکتا،آپﷺ کی اطاعت زمین پر جملہ عرب و عجم پر لازم ہے۔

پیغمبراسلامﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب ہمیشہ ایک کتاب پڑھتے تھے اور کہتے تھے:

''ان من صلبی لنبیاً لوددت أنی أدرکت ذلک الزمان فآمنت به، فمن أدرکه من ولدی فلیؤمن به'' (19)

بلا شبہ میری نسل سے ایک پیغمبر ہوگا۔ میری خواہش تھی کہ میں اس کے زمانے میں زندہ ہوتا اور اس پر ایمان لاتا۔ پس میرے فرزندوں میں سے جو کوئی اس کا زمانہ دیکھے وہ اس پر ایمان لائے۔

حضرت ابوطالب اپنی تبلیغی مہم میں اشعار کے علاوہ اپنے آباؤاجداد سے سنے ہوئے واقعات بھی بیان کرتے تھے اور کہتے تھے: میرا بھتیجا محمد(ﷺ) جو دعوت دیتاہے ہمارے بزرگوں اور دانشوروں نے اس کی پیشن گوئی کی ہوئی ہے۔ چنانچہ محمدﷺ سچا پیغمبر، امین ناطق اور بلند ترین مراتب اور مقامات کا مالک ہے۔ کیونکہ پروردگار کے نزدیک اس کا درجہ سب سے بلند ہے۔ پس تم اس کی دعوت قبول کرو، اس کی مدد کیلئے اکھٹے ہوجاؤ اور اس کے دشمنوں کو منتشر کردو۔ (20)

قریش کے پاس خطبوں اور تقریروں کے مآخذ تاریخی واقعات ہوتے تھے۔عام طورپر ان واقعات کو بیان کرنے کے دو طریقے رائج تھے:

اوّل: سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات جو بزرگ حضرات اپنے زمانے کے لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے۔ کیونکہ عرب میں افسانہ گوئی کا عام رواج تھا۔ راتوں کو لوگ تمام اشغال سے فارغ ہوکر کسی مقام پر جمع ہوتے تھے، ایک شخص جس کو اس فن میں کمال ہوتا تھا داستان شروع کرتا تھا۔ جسے لوگ بڑے ذوق و شوق سے رات بھر سنتے تھے۔ان کے ہاں ماسبق واقعات کو محفوظ کرنے کا یہ بہترین اور سریع الاثر طریقہ تھا۔(21)

دوم: یہود و نصاریٰ کے علماء اور راہبوں سے سنے ہوئے واقعات ، خاص طورپر پیغمبراسلامﷺ کی نبوت کے بارے میں اکثر روایات عربوں نے علماء یہود اور راہبوں سے سنی تھی۔

اسی طرح علامتی(تصویری) ابلاغیات کے نمونے بھی عربوں کے ہاں بڑے واضح ملتے ہیں۔ چونکہ پورا عرب بت پرستی میں مبتلا تھا اور یہ یقینی بات تھی کہ وہ ایک سے ایک بت تراشتے تھے اور مختلف جگہوں پر نصب کرکے ان کی عبادت کرتے تھے۔ یہاں تک خانہ خدا (خانہ کعبہ) کے اندر ۳۶۰ کے قریب بُت رکھے گئے تھے۔

یہ بھی بیان کیاگیا ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر حضرت ابراہیمؑ کی تصویر سجائی گئی تھیں اور ان کے ہاتھ میں استخارے کے تیر تھے۔ جبکہ ایک بھیڑ کا بچہ بھی ان کے قریب کھڑا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ کی مورت خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی۔ حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی بھی تصوریں اور مورتیں خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھیں۔ایامِ جاہلیت کے چار مشہور افراد ود،یعقوق،یغوث اور نسر کی تصویریں پتھروں پر نقش کرکے خانہ کعبہ کے اندر رکھی گئیں تھیں۔(22) رومی بادشاہ کے پاس تمام انبیاء کی تصویریں تھیں۔ پیغمبراسلامﷺ کی تصویر بھی ان کے قصر کے ایک کمرے میں رکھی گئی تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ ان کے قصر میں آپﷺ کی تصویر ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے سے رکھی ہوئی تھی۔(23)

پیغمبراسلامﷺ کی بعثت کی تشہیر مہم صرف عرب کے اشعاراور ان کے خطبوں تک محدود نہیں تھی بلکہ آپﷺ سے قبل مبعوث ہونے والے تمام انبیاء نے بھی اس نبوت کی بشارت دی تھی۔ مشیرالدین ابی عبداللہ محمد بن علی بن شہرآشوب(متوفی۵۸۸ھ) لکھتے ہیں کہ پیغمبراسلامﷺ کی آمد کی بشارت مندرجہ ذیل انبیاء نے دی ہے۔ ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داوٴدؑ، عوبیناؑ، حیقوقؑ، حزقیلؑ، دانیالؑ ، شیعاؑ۔حضرت عیسیٰؑ کے یہ الفاظ تاریخ میں نقل کئے گئے ہیں:

”...جاء من بعده و هويخفف الآصار و يفسر لکم کل شئ و يشهد لی کما شهدت له انا جئتکم بالآمثال وهويأتيکم بالتأويل ...“

(24)

”وہ میرے بعد آئے گا۔ وہ تمہارے لئے ہر چیز کی تعبیر بیان کرے گا۔ وہ میری تصدیق کرے گا جس طرح میں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ میں تمہارے لئے امثال (معجزات) لایاتھا وہ تمہارے سامنے تاویلات بیان کرے گا۔“

معدودے چند نبیوں کا تذکرہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ باقی انبیاء پیغمبراسلامﷺ کی بعثت سے متعلق بے خبر تھے۔ بلکہ ہر نبی نے آپﷺ کی بشارت دی ہے۔ بقول علامہ مجلسی (متوفی۱۱۱۱ھ) تمام آسمانی کتابوں میں پیغمبر اسلامﷺ کے آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ ہر نبی نے آپﷺ کو سلام کہا ہے، آپﷺ کی بلند عظمت اور بلند مرتبے کو بھی بیان کیا ہے۔(25) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں: گذشتہ کتابوں میں پیغمبر اسلامﷺ کا ذکر کثرت سے ہے اور انبیاء و مرسلین کی مجلسوں میں آپﷺ کا ذکر ہمیشہ رہتا تھا۔(26) معروف مستشرق وِل ڈیورانٹ (متوفی۱۹۸۱ء) لکھتے ہیں کہ بائبل میں متعدد جگہوں پر حضرتﷺ محمد کا تذکرہ ملتا ہے۔(27) شیخ محمد بن یعقوب کلینی (متوفی۳۲۹ھ) اپنی کتاب اصول کافی میں ایک حدیث نقل کی ہے:

ولا مجهول عند أهل العلم صفته، بشرت به الانبياء في کتبها و نطقت به العلماء بنعتها و تأملته الحکمآء بوصفها (28)

”اہل علم کے نزدیک ان (حضرت محمدﷺ) کی صفت مجہول نہیں، ان کی بشارت دی گئی انبیاء کو ان کی کتابوں میں اور علماء ان کی تعریف و توصیف میں گویا ہوئے اور حکماء نے ان کے اوصاف میں غوروفکر سے کام لیا۔“

گویا زمانہ قبل از اسلام انبیاء، علماء اور حکماء پیغمبراسلامﷺ کی آمد کو بدیہات میں سے سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہرباپ نے اپنے بیٹے کو بتایااور یہ سلسلہ پشت در پشت چلتا رہا۔ تبشربه کل امة من بعدها و يدفعه کل اب الی اب من ظهر الی ظهر(29)

”پیغمبراسلامﷺ کی نبوت کی بشارت ہر رسول نے اپنی اُمت کو دی اور ہر باپ نے اپنے بیٹے کو بتایا اور ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف یہ معاملہ چلتا رہا۔“

خالد بن سنان عبسی(بقول ابن عباس ،یہ نبی خدا تھے) نے قیامت تک آنے والے حالات کے بارے میں آگاہ کیا تھا من جملہ ان میں سے ایک پیغمبراسلامﷺ کی نبوت کی بشارت تھی۔(30)

وہ یہودی علماء اور عیسائی راہب جنہوں نے بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد پیغمبراسلامﷺ کی آمد کی خبریں دیں، ان کی ایک لمبی فہرست تاریخ میں موجود ہے۔ بعض علماء اور راہب وہ ہیں جنہوں نے براہ راست پیغمبراسلامﷺ سے ملاقات کی اور نبوت کی جملہ صفات کے مشاہدے کے بعد آپﷺ کی تصدیق کی۔ بعض وہ ہیں جو آپﷺ کی پیدائش اور بعثت سے قبل خبریں دیا کرتے تھے اور اپنی قوم کو تبلیغ کرتے تھے کہ آخری نبی کی آمد کے بعد اُس کی اتباع کی جائے۔

دراصل یہودو نصاری سے زیادہ کوئی اور قوم پیغمبراسلامﷺ کے احوال و واقعات سے واقف نہ تھی۔ان کے علماء کو معلوم تھا کہ توریت و انجیل میں پیغمبراسلامﷺ کی صفات بیان کی گئیں ہیں۔مدینہ منورہ میں یہودونصاریٰ مدتوں سے منتظر تھے کیونکہ اس شہر میں آپﷺ کے ظہور کی علامتیں اور نشانیاں پائی جاتی تھیں۔ان کے آباوٴاجداد اپنی اولاد کو وصیت نامہ

چھوڑ جاتے اور کہتے کہ ہمارا سلام پیغمبراسلامﷺ کی بارگاہ میں پہنچاکر عرض کریں کہ ہم نے آپﷺ کے انتظار میں جانیں دی ہیں۔(31)

عام طورپر یہودی اس بات کو خوب خوب بیان کرتے تھے کہ عنقریب جس نبی کا ظہور ہونے والا ہے، یہودی اس کے مصاحبین میں شمار ہونگے۔اگر ان کی کسی قوم یا قبیلے سے ان بن ہوتی یا کوئی بات ناگوار گزرتی تو کہتے:

"وہ زمانہ قریب آگیا ہے جس میں ایک نبی کاظہور ہونے والا ہے وہ تمہیں قوم عاد و ثمود کی طرح قتل کرکے نیست و نابود کردے گا۔"(32)

پیغمبراسلامﷺ کی آمد کی تشہیری مہم سب سے زیادہ راہبوں نے چلائی۔بحیرہ راہب، نسطورہ راہب، شام کے وہ راہب جس نے عرب کے ایک تاجر سے کہا تھا یہی وہ مہینہ ہے کہ جس میں اُس آخری نبی کا ظہور ہونا چاہیے۔وہ حرمِ خدا سے ظاہر ہونگے اور اس مقام کی طرف ہجرت کریں گے جس میں خرمے کے درخت بہت زیادہ ہونگے۔عداس راہب ،ابن الناطور،بلقاء کے وہ راہب جس نے زید بن عمرو کو خبری دی عنقریب اسی شہر میں ایک نبی مبعوث ہوگا جہاں سے تم آرہے ہو،اس نے وقتاً فوقتاً آپﷺ کی آمد کی اطلاع دی۔

ان میں سے کئی ایک پیغمبر اسلامﷺ کے منتظرین میں شمار ہوتے تھے۔جبکہ کئی ایک(بحیرہ راہب) آپﷺ پر ایمان رکھتے تھے۔(33) قبیلہ اوس کا ایک شخص ابوعامر راہب تھا۔کہاجاتا ہے کہ مدینے کے اوس و خزرج قبیلے میں اس سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا۔ یہ یہودیوں کے علماء سے ملتا رہتااور پیغمبراسلامﷺ کے سلسلے میں اخبار معلوم کرتا رہتاتھا۔ یہ شخص شام کے نصرانیوں سے بھی ملا، ان سے دینِ اسلام اور پیغمبراسلامﷺ کی حقیقت دریافت کی۔یہ شخص کہتا تھا کہ "میں ملت حنفیہ، دین ابراہیمؑ پرہوں اور نبی آخرالزمانﷺ کے ظہور کا منتظر ہوں۔"(34)جبکہ تاریخ میں چار ایسے راہبوں کے نام درج ہیں جو اس زمانے میں نصرانی مذہب پر صحیح طریقے سے عمل کرتے تھے۔ (35)علامہ سہیلی نے ان راہبوں کی تعداد تین لکھی ہے۔(36)

بعثت سے قبل حضرت سلمان فارسیؓ بھی پیغمبراسلامﷺ کی جملہ صفات سے آگاہ تھے اور ان کو یہ تمام صفات عیسائی راہبوں سے معلوم ہوئی تھی۔مورّخین بیان کرتے ہیں کہ صحابیِ رسول حضرت سلمان فارسیؓ کا تعلق فارس سے تھا۔ان کے اسلام لانے کی داستان گرجا سے شروع ہوتی ہے۔مختلف راہبوں کے پاس خدمات انجام دینے کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ روم کے شہر عموریہ پہنچ گئے۔حسبِ سابق ایک عیسائی راہب کے ہاں دین کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔جب راہب کا وقتِ آخر پہنچا تو حضرت سلمان نے پوچھاکہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ اب میں کہا جاؤں؟اس راہب نے کہا:

"اے فرزند ایک نبی کا ظہور قریب ہے۔وہ دین ابراہیمؑ کے ساتھ مبعوث ہونگے۔عرب سے ان کا خروج ہوگا اور ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کریں گے جو دو گرم میدانوں کے درمیان میں ہوگا۔ظاہری علامات رکھتے ہوں گے۔ ہدیہ قبول کریں گے لیکن صدقہ سے اجتناب برتیں گے۔ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔"(37)

پیغمبر اسلامﷺ کی بعثت سے قبل زید بن عمرو واحد شخص تھے جو دینِ حنیف کی تلاش میں نکلے۔زید دین یہود و نصاریٰ کو خوب جانچ کر سمجھ چکے تھےکہ یہ دونوں وہ ادیان نہیں جس کے وہ متلاشی ہیں۔عرب کے جزیروں کی جانب ہوتے ہوئے شام پہنچے۔جس جگہ کسی عالم اور راہب کے ہونے کی اطلاع ملتی اس کے پاس جاتے یہاں تک کہ بلقاء میں ایک راہب کی خبر ملی کہ نصرانیت کا مکمل علم اس کو حاصل ہے اور سب سے بڑا عالم ہے۔وہ اس کے پاس گئے اور دین حنیف کے بارے میں دریافت کیا۔اس نے کہا

اس وقت تو بظاہر کوئی ایسا نہیں ہے جس کو اس دین کا صحیح علم ہو کیونکہ وہ دین بہت پرانا ہے، لیکن عنقریب اسی شہر میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جہاں سے تم آرہے ہو۔وہ دین حنیف پر ہوگا۔یہی زید بن عمرو کہا کرتا تھے کہ میں اولادِ اسماعیلؑ میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہوں اور اس کا تعلق بنی عبدالمطلب سے ہوگا۔اس کا نام احمدﷺ ہوگا۔مکہ میں پیدا ہوگا اور اسی شہر میں مبعوث ہوگا۔بعدازاں اس کی قوم اسے نکال باہر کرے گی۔یثرب میں وہ اپنا کام بنالے گا۔(38)

عیسائی مذہب کے دو بڑے راوی (صحافی) بحیرہ اور نسطورا تاریخ میں مشہور ہیں۔ان دونوں علماء نے پیغمبر اسلامﷺ سے براہِ راست ملاقات کی۔آپﷺ کی حرکات و سکنات یہاں تک کہ آپﷺ کی جسمانی علامات کا بھی بغور مشاہدہ کیا۔بحیرہ راہب نے پیغمبراسلامﷺ سے روز مرہ اُمور کے علاوہ بہت سارے سوالات کئے اور آخر میں حضرت ابوطالبؑ سے مخاطب ہو کر کہا:

”ارجع بابن أخيك الى بلده واحذرعليه اليهود فوالله لئن رأوه وعرفوا منه ما عرفت ليبغينه شرا فانه كائن لابن أخيك هذا شأن فاسرع به الى بلاده“ (39)

” اپنے بھائی کے صاحبزادے کو واپس لے جاؤ اور یہودیوں سے ان کی حفاظت رکھو تاکہ وہ کوئی برائی ان کے ساتھ نہ کرسکیں۔کیونکہ اگر وہ بھی اسی طرح ان کو پہچان لیں گے جیسے کہ میں نے پہچان لیا تو ان کی عداوت پر مستعد ہوجائیں گے اس لئے کہ تمہارے اس بھتیجے کا ظہور ہونے والا ہے۔“

ترمذی نے بھی اس پورے واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے، البتہ انہوں نے راہب (بحیرہ) کا نام نہیں لکھا۔انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس سفر میں قریش کے شیوخ بھی پیغمبراسلامﷺ کے ہمراہ تھے۔جیسے ہی قریش کا یہ قافلہ راہب (بحیرہ) کے صومعہ کے نزدیک پہنچا ،وہ راہب ان کے درمیان گھس گیا اور پیغمبراسلامﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا:

هَذَا سَيِّدُ العَالَمِين، هَذَا رَسُولُ رَبِّ العَالَمِين، يَبعَثُهُ اللهُ رَحمَةً لِلعَالَمِين (40)

”یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں، یہ تمام جہانوں کے رسول ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کیلئے رحمت بناکر بھیجیں گے۔“

سیرت حلبیہ میں ہے کہ بحیرہ راہب سے ملاقات سے قبل بھی پیغمبراسلامﷺ اور حضرت ابوطالبؑ کی ملاقات دو راہبوں سے ہوئی تھی۔دونوں راہبوں نے مشترکہ طورپر کہا تھا کہ یہ بچہ (پیغمبراسلامﷺ) نبی ہیں۔اس کی علامتیں گذشتہ کتابوں میں درج کی جاچکی ہیں۔یہودیوں سے اس لڑکے کی حفاظت کرنا۔(41) معروف مورخ مسعودی نسطوراراہب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”وكان من حضور النبى و مشاهدته الفِجَارَ الرابع الى ان خرج الى الشام فى تجارة خديجة، و نظرنسطورالراهب اليه وهوفى صومعته، والنبىﷺ مع مَيْسَرَة، وقد اظلته غمامة، فقال: هذا نبى، و هذاآخرالانبياء ، اربع سنين، وتسعة أشهر،وستة أيام ، والى أن تزوج خديجة بنت خُويلد شهران ،وأربعة وعشرون يوماً، والى أن شهد بنيان الكعبة ، وحضر منازعة قريش فى وضع الحجرالاسود عشر سنين“ (42)

”جب آپﷺ حضرت خدیجہؑ کا سامانِ تجارت شام لے کرگئے راستے میں نسطورہ راہب نے میسرہ سے کہا تھا: ”یہ خدائے تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔آپ (ﷺ) کی بعثت چارسال نومہینے اور چھ دن کے بعد ہوگی۔لیکن خدیجہ بنت خویلد سے دومہینے چوبیس دن کے بعد آپ (ﷺ) کی شادی ہوجائے گی۔کعبے کی تعمیرِ جدید کو اس وقت دس سال گزرچکے ہونگے

جسے آپ (ﷺ) بچشم خود دیکھیں گے اور خانہ کعبہ میں حجر اسود کی جگہ کا تعین کرنے اور اسے اٹھا کر رکھنے کے بارے میں قریشی قبائل میں جو تنازعہ ہوگا اسے بھی آپ (ﷺ) سب کے حسبِ منشا نمٹادیں گے۔"

پیغمبراسلامﷺ کی ولادت سے قبل ہی نبوت کیلئے زمین ہموار ہوچکی تھی۔ شعراء، خطیب، یہودی علماء اور عیسائی راہب اس خبر کی مسلسل تشہیر کرتے ہی تھے جبکہ کاہن حضرات بھی موقع محل کی مناسبت سے ابلاغی عمل کا فریضہ انجام دیتے تھے۔اس سلسلے میں نہ صرف اندرون بلکہ بیرون مکہ آپ (ﷺ) کے ظہور کے بارے میں خبریں گردشِ عام تھیں۔ جیسے ربیعہ بن نضر یمن کے بادشاہ کے سامنے مشہور کاہن سطیح اور شق نے خواب کی تعبیر کے حوالے سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں بتایا تھا (خدا کی قسم) عنقریب ایک نبی پاک ظہور فرمائے گاجس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہوگی، اہل حبشہ اور یمن سمیت کئی علاقوں پر ان کی حکومت ہوگی۔ (43)

سطیح کاہن جس کی عمر سات سو سال تھی، پیغمبراسلامﷺ کی ولادت کے دن ہی دنیا سے چل بسا۔ عجیب وغریب واقعات کے رونماء ہونے پر شاہ کسریٰ نے ایک قاصد بھیجا تھا تاکہ معلوم کیاجاسکے کہ ان عجیب و غریب واقعات کا سبب کیا ہے۔ سطیح کاہن کے الفاظ ہیں: اگر تلاوت یعنی قرآن پاک کی تلاوت بڑھ گئی اور عصا یعنی چھڑی لے کر چلنے والا (پیغمبراسلامﷺ) ظاہر ہوگیا اور دریائے ساوہ خشک ہوگیا اور فارس کی آگ بجھ گئی تو جفاکش اونٹوں کے مقابلے میں گھوڑوں کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی اور نہ سطیح کیلئے ملک شام، شام رہے گا۔انہی میں سے (یعنی فارسیوں میں سے) اپنے اپنے مرتبے کے اعتبار سے کچھ بادشاہ اور ملکہ ہوں گے مگر جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔" (44)

شام کے قبیلے بنی سعدابن ہذیم کی کاہنہ عورت، سطیح کاہن، شق کاہن، بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب، خطر ابن مالک کاہن، قبیلہ بنی تمیم کی خاتون کاہن سجاح، قبیلہ بنی سعد کی ایک عورت جس کا نام بھی سجاح تھا علم کہانت رکھتی تھی۔ قریش کی وہ کاہنہ عورت جس نے حضرت عبدالمطلب کو ان کے خواب کی تعبیر بتائی تھی اور کہا تھا کہ تمہاری صلب (نطفہ) سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جومشرق اور مغرب کا مالک بن جائے گا اور لوگ اس کے راستے یعنی دین پر چلیں گے۔ (45)

قبیلہ بنی تمیم کی ایک کاہنہ جس کا ذکر تاریخ میں موجود ہے، اس نے سفیان ابن مجاشع سے کہا تھا : ایک نبی آنے والا ہے جس کے ظاہر ہونے کا وقت آچکا ہے اور جس کی پیدائش قریب ہے جو سیاہ اور سرخ سب انسانوں کے لئے آئے گا اور جس کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔ (46)

عام طورپر کاہن حضرات خبری علوم شیاطین اور جنات سے حاصل کرتے تھے۔ جس رات کو پیغمبر اسلامﷺ کی ولادت ہوئی اسی رات شیاطین اور جنوں کو آسمان سے جانے سے روک دیاگیا۔ بعدازاں یہی جن اور شیاطین واپس زمین پر آکر اپنے موکلوں (کاہنوں) کو بتانے لگے کہ زمین پر آج غیر معمولی واقعہ رونما ہوگیا ہے۔ اس دن سے کہانت جو کہ ابلاغی مناہج کا ایک نہج تھا ختم ہوگیا۔

بطور خلاصہ پیغمبراسلامﷺ کی بعثت کی تشہیری مہم میں رائج الوقت فن ابلاغیات کی ہر صنف استعمال ہوئی۔ حسب منشا و حسب ضرورت لوگوں نے آپ ﷺ کی آمد و بعثت کا تذکرہ کیااور باقاعدہ اعلانِ رسالت سے قبل ایک یقینی ماحول پیدا ہواجو بعدازاں اسلام کی تبلیغ و تشہیر میں معاون و ممد ثابت ہوا۔

*****

حوالہ جات

1۔ندوی، سیدابوالحسن علی، انسانی دنیاپر مسلمانوں کے عروج وزوال کااثر، مجلس نشریات اسلامی، پاکستان، ۱۹۹۲ء، ص:۵۷

2۔البلاذری،احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری، فتوح البلدان، دارالکتب علمیہ، بیروت، ۱۹۸۳ء، ص:۸۵۷

3۔الجاحظ،ابی عثمان عمرو بن بحر،کتاب الحیوان، ج۱، شرکۃ مکتبۃ، مصر،۱۹۶۵ء، ص:۱۶۸

4۔پیشوائی، مہدی، تاریخ اسلام، مجمع جہانی اہل بیت، ۲۰۰۷ء، ایران، ص:۶۶

5۔وِل ڈیورانٹ، اسلامی تہذیب کی داستان،(مترجم: یاسر جواد)، نگارشات پبلشرز، لاہور،۲۰۰۵ء، ص:۱۵

6۔الالوسی، سید محمود شکری، بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، ج۲، عنی بشرحہ و تصحیحہ و ضبط محمد بہجۃ الاثری، الطبعۃ الثانیۃ، س ن، ص:۲۷۰-۲۶۴

7۔ابن شہرآشوب،ابی جعفر محمد بن علی، مناقب آل أبي طالب، دارُالاضواء، بیروت،۱۹۹۱ء ص:۳۹

8۔مجلسی ،ملامحمد باقر، حیات القلوب، ج۲،(مترجم: مولوی سید بشارت حسین)، امامیہ کتب خانہ، لاہور، س ن، ص:۹۹

9۔الحلبی، علی بن برھان الدین ، سیرت حلبیہ، ج۱، دارالمعرفہ، بیروت،۱۴۰۰ھ، ص:۷۵

10۔ایضاً، ص:۷۷

11۔ابن شہرآشوب،ابی جعفر محمد بن علی، محولہ بالا ، ص:۴۷

مجلسی،ملامحمد باقر، حیات القلوب، محولہ بالا، ص:۱۰۹

12۔ابن شہرآشوب، مناقب آل أبي طالب، المکتبۃ الحیدریۃ، النجف الاشرف ،۱۹۵۶ء، ص:۲۲

13۔المسعودی، ابوالحسن بن حسین بن علی، مروج الذہب و معادن الجوہر، ج۱، المکتبۃ العصریۃ، بیروت۱۴۲۵ھ، بمطابق ۲۰۰۵ء، ، ص:۶۰

14۔نیشاپوری، محمد بن عبداللہ حاکم، مستدرک حاکم، ج۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ص:۶۲۳

15 ۔العسقلانی، شہاب الدین ابن حجر، فتح الباری، جلد۷، دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت ، ص:۱۴۸، ۱۵۰

الحلی، علی بن موسی ابن طاؤوس ،الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف، ص:۳۰

16۔ابن ہشام، لابی محمد عبدالمالک بن ہشام، سیرۃ النبی (ﷺ)، ج۱، دارُالصحابہ للتراث بطنطا،۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۶ء، ص:۱۲۳

17۔الحلبی، علی بن برھان الدین ، محولہ بالا، ص:۴۳۰

18۔المسعودی، ابی الحسن بن علی، مُروُجُ الذہب و معادن الجواہر، ج۲، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۲۰۰۵ء، ص:۵۵

19۔الحلی، علی بن موسی ابن طاؤوس، محولہ بالا، ص:۳۰۳

20۔فتونی، ابوالحسن شریف، ضیاء العالمین، ج۲، ص:۵۰

21۔نعمانی، علامہ شبلی ، سیرت النبیؐ، آرزیڈ پیکیجز، لاہور، ۱۴۰۸ھ ، ص:۱۲۵

22۔ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد، دیوان المبتدأوالخبر فی تاریخ العرب والبربر و من عاصرھم من ذوی الشأن الأکبر، ج۱، دارُالفکر، بیروت، ۱۹۸۸ء، ص:۳۳

23۔الحلبی، علی بن برھان الدین ، محولہ بالا، ص:۵۹۲

24۔ابن شہرآشوب، ابی جعفر محمد بن علی ، محولہ بالا، ص:۱۶

25۔علامہ محمد باقر مجلسی، حیاۃ القلوب، ج۳، مرکز تحقیقات رایانہ قائمیہ اصفہان، س ن، ص:۵۶۴

26۔محدث دہلوی، شیخ عبدالحق ،مدارج النبوت، ج۱، شبیر برادرز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص:۱۳۶

27۔وِل ڈیورانٹ، محولہ بالا، ص:۱۵

28 ۔محمد بن یعقوب الکلینی، اصول الکافی، ج۱، کتاب الحجۃ، باب: مولد النبی و وفاتہ، دارالمرتضیٰ، بیروت، ۱۴۲۶ھ، بمطابق ۲۰۰۵ء، ص:۳۳۷

29۔ایضاً

30۔المسعودی، ابی الحسن بن علی، محولہ بالا، ص:۵۴

31۔محدث دہلوی، شیخ عبدالحق ، محولہ بالا، ص:۱۳۶

32۔الحلبی، علی بن برھان الدین ، محولہ بالا، ص:۵۸۵

33۔ابوالحسن عزالدین ابن اثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحافۃ، ج۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۴ء، ص:۳۵۵

34۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی،مدارج النبوت،ج۱،شبیر برادرز،لاہور،۲۰۰۴ء،ص:۱۴۰

35۔ علی بن برہان الدین الحلبی ،سیرت حلبیہ،ج۱،دارالمعرفہ، بیروت،۱۴۰۰ھ،ص:۵۹۸

36۔السھیلی، عبدالرحمٰن،الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،دارالکتب الاسلامیہ قاہرہ، ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹۶۸ء، ص:۲۱۸

37۔ سیرۃ ابن اسحاق، محمد بن اسحاق بن یسار، ج۲، معھد الدراسات والابحاث للتعریف،س ن، ص:۵۵

38۔ابن شہرآشوب، مناقب آل أبی طالب،المکتبۃ الحیدریۃ، النجف الاشرف، ۱۹۵۶ء ، ص:۱۶

◀ طبری، تاریخ طبری، ج۲،دارابن کثیر،بیروت،۲۰۰۷ء،ص:۲۹۰ تا۲۹۶

39۔ محمد بن اسحاق بن یسار، محولہ بالا، ص:۵۵

◀ ابن أبی الفتح الاربلی، کشف الغمۃ فی معرفۃ الأئمۃ،ج۱،دارالأضواء، بیروت، ۱۹۸۵ء، ص:۲۳

40۔ترمذی،امام محمد بن عیسیٰ ، جامع ترمذی،ج۲،دارُالاشاعت، کراچی،۲۰۰۷ء ،ص:۵۲۱

41۔ علی بن برہان الدین الحلبی ،سیرت حلبیہ،ج۱،دارالمعرفہ، بیروت،۱۴۰۰ھ،ص:۲۶۵

42۔ابی الحسن بن علی المسعودی،مُرُوجُ الذہب و معادن الجواہر،ج۲،المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۲۰۰۵ء، ص:۲۱۶

43۔ابن ہشام، عبدالمالک ،السیرۃ النبویۃ ،ج ا،شرکۃ مکتبۃ ،مصر،۱۹۵۵ء،ص:۲۰ تا ۳۲

44۔الحلبی، علی بن برہان الدین ، محولہ بالا،ص:۲۴۳

45۔ایضاً،ص:۲۴۱،۲۴۲،۲۶۰

46۔ایضاً،ص:۲۶۵